محمد طفیل - اسلام آباد

ابنِ خلدون ۔ بحیثیت بانیِ عمرانیات

دنیا میں پائے جانے والے لاتعداد علوم [illegible] میں عمرانیات کو جدید ترین علوم میں سے شمار کیا جاتا ہے لیکن اگر ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہ علم اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ انسان خود، کیونکہ انسان ایک ایسا معاشرتی حیوان ہے۔ جو مدنی بالطبع ہے۔ اور آپس میں مل جل کر رہنا اس کی سرشت میں شامل ہے۔ اس کا یہ ملاپ کبھی تو اپنی ضروریاتِ زندگی کے حصول کے لیے ہوتا ہے۔ اور کبھی دنیا میں پائی جانے والی ان قوتوں سے مقابلہ کرنے کے لیے جو وقتاً فوقتاً انسان سے نبرد آزما ہوتی رہتی ہیں۔ انسان کے اسی ملاپ کا دوسرا نام معاشرہ ہے۔ جس میں کچھ مقررہ قواعد و ضوابط کے مطابق زندگی بسر کی جاتی ہے اور یہی اصولِ زندگی نہ صرف عمرانیات کو جنم دیتے ہیں۔ بلکہ اس کا موضوع بحث قرار پاتے ہیں۔

عمرانیات کے لیے انگریزی زبان میں SOCIALOGY کا لفظ بولا جاتا ہے۔ جس کا ماخذ SOCIAL ہے۔ یہ دراصل لاطینی لفظ ہے اور اس کا مادہ "SOCIALIS" ہے جس کا معنی "ساتھی، رفیق، یا انسانی معاشرے میں مل جل کر رہنا" کے ہوتے ہیں۔ یہیں سے یہ لفظ پھر دوسری یورپی زبانوں میں مروج ہوا اور اسی سے ہمارے زیر بحث علم کا نام SOCIALOGY رکھا گیا۔ اس علم کی تعریف کرتے ہوئے ENCYCLOPAEDIA OF RELIGION AND ETHICS کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ عمرانیات انسانی معاشرہ کے مطالعہ کا نام ہے۔

SOCIALOGY IS THE STUDY OF HUMAN SOCIETY"

اور اسی کی تائید کرتے ہوئے ایک مصری مصنف رقم طراز ہے: "انسانی معاشرہ کے مطالعہ کو عمرانیات کہتے ہیں"۔ ان تعریفات کی روشنی میں انسانی اجتماع سے بحث کرنے والے امور اور اصول و ضوابط عمرانیات کا موضوع ہیں۔ جن کا احاطہ کیا جائے تو وہ بہت زیادہ ہیں۔ جس کی طرف ابن خلدون نے ان

الفاظ میں اشارہ کیا ہے :-

عبارۃ من القواعد والاتجاهات العامۃ التی یتخذها افراد مجتمع ما اساسًا لتنظیم شئونهم الجمعیۃ وتنسیق العلاقات التی تربطهم بعضهم ببعض والتی تربطهم بغیرهم.....

یعنی عمرانیات ایسے قواعد وضوابط سے عبارت ہے جن میں کسی بھی معاشرہ کے افراد اپنی سوسائٹی کے معاملات کو منظم کرنے کے لیے اپنائیں، اور جن کے ذریعے سے باہمی روابط اور دیگر افراد کے ساتھ روابط کو مضبوط کریں۔

دائرۃ معارف مذاہب واخلاقیات کی زبان میں عمرانیات، انسانی معاشرے کے ان اُمور کا مطالعہ کرنا ہے جن کی بنا پر ہر انسان ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ ان امور کی تعداد چونکہ متعین نہیں کی جا سکتی اس لیے عمرانیات کا دائرۂ کار بہت وسیع ہے۔ تاہم جدید ماہر عمرانیات نے اس کا دائرۂ کار متعین کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کا خیال ہے کہ تاریخ، قانون اور سیاسی معاشیات اس کے اہم ترین موضوع ہیں اور اگر ان تینوں میں کسی ایک کو بھی زیر بحث نہ لایا جائے تو عمرانیات کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔

جیسا کہ ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے کہ عمرانیات کی تاریخ انسانی تاریخ سے عبارت ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ علم ہمیشہ اسی صورت میں مرتب چلا آرہا ہے، جیسا کہ آج ہمارے سامنے ہے۔ بلکہ اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ اس کے کلیات انسانی معاشرے میں جاری اور ساری رہے ہیں، انسان ان پر شعوری یا غیر شعوری طور پر عمل پیرا بھی ہوتا رہا ہے لیکن نہ تو وہ ان کلیات کو مرتب (SCIENTIFC) انداز میں جانتا تھا۔ اور نہ ہی ان کا کوئی نام رکھتا تھا۔

یہ بات صرف عمرانیات کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ تاریخ کے مختلف ادوار کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ تمام مروجہ علوم وفنون بیک وقت معرضِ وجود میں نہیں آئے، بلکہ انسانی عقل وشعور اور ضروریاتِ انسانی کے بڑھتے ہوئے تقاضوں کی وجہ سے بتدریج ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ جب انسانی شعور کا ارتقا اس سطح پر پہنچا کہ اُسے عمرانیات کے فطری اور مروجہ کلیات معلوم ہو گئے تو اس نے انھیں ترتیب دے کر دیگر علوم وفنون کی طرح اس کی بھی بنیاد رکھ دی۔

یہ مسئلہ مشرقی اور مغربی مفکرین میں زیر بحث رہا کہ عمرانیات کا بانی کون ہے؟ یعنی وہ کون سی ہستی ہے جس نے اسے نہ صرف ایک مسلّم علم (SCIENCE) قرار دیا بلکہ اس کے کلیات وضع کیے اور اس کا نام بھی تجویز کیا۔ ماہر عمرانیات یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ SOCIALOGY کا لفظ سب سے پہلے AUGUSTA COMTE آگسٹ کانٹ (۱۷۹۸ - ۱۸۳۵) نے اپنے خطبات میں استعمال کیا۔ اسی سلسلہ میں اینے ورم لفظ عمرانیات پر بحث کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :-

"اس لفظ کے رواج پانے کی اصلیت یہ ہے کہ اسے پہلے پہل آگسٹ کانت نے ۱۸۳۴ء میں اپنی کتاب "فلسفہ ایجابی کے اسباق" کی چوتھی جلد میں اس لفظ کو استعمال کیا۔ اس کتاب میں وہ لفظ عمرانیات کو اسی معنی میں استعمال کرتا ہے۔ جس معنی میں وہ پہلے "عمرانی طبیعیات" کی اصطلاح استعمال کیا کرتا تھا۔"

اسی نظریہ کی تائید میں فرانسیسی مفکرین کا قول نقل کرتے ہوئے ساطع الحصری لکھتا ہے :-

"اوغوست کونت اول من اتخذ "الاجتماع" موضوعاً لعلم مستقل واول من استطاع تأسيس هذا العلم على اسس علمية مثبتة و زيادة على ذلك فانه كان اول من ابتدع واستعمل كلمة السوسيولوجيا LASOCIO لتسمية هذا العلم الجديد"

مذکورہ رائے کسی خاص قوم یا گروہ کی رائے تو قرار دی جا سکتی ہے۔ کیونکہ تاریخی حقائق اس کا ساتھ نہیں دیتے، بلکہ تاریخ بتاتی ہے کہ کانٹ سے صدیوں پہلے مشہور مسلم مفکر ولی الدین ابو زید عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد ابن خلدون (۱۳۳۲/۷۳۲ - ۱۴۰۶/۸۰۸) نے علم الاجتماع یا عمرانیات کی نہ صرف اصطلاح ایجاد کی بلکہ اس کے وہ کلیات اور اصول و ضوابط بھی بیان کیے جن پہ کانٹ نے اپنے فلسفہ اجتماع کی بنیاد رکھی۔ اور جو مشرق و مغرب کے علمائے عمرانیات کے ہاں آج تک یکساں مقبول ہیں۔

ابن خلدون نے اپنی "تاریخ" کا جو مقدمہ لکھا ہے، اس میں اس نے جن علوم و فنون کی تفصیلی بحث کی ہے۔ ان میں عمرانیات سرِ فہرست ہے۔ اس نے تاریخ کا نیا فلسفہ پیش کیا۔ سیاسیات

کے اصول وضع کیے۔ معاشیات کا گہرا اور تقابلی مطالعہ کیا۔ اپنے وقت کے مروجہ نظمہائے تعلیم کا جائزہ لے کر ان کی اصلاح کے لیے جامع اور مؤثر تجاویز پیش کیں اور ان سب سے اہم یہ کہ عمرانیات جیسے اہم علم سے اقوامِ عالم کو روشناس کرایا۔

ابنِ خلدون نے اپنا مقدمۂ تاریخ عمرانیات کے لیے وقف کر دیا۔ اور یہی اس کی شہرت دوامی کا باعث بنا۔ کہا جاتا ہے کہ ابن قتیبہ کو اس کی کتاب الشعر والشعراء اور ابن خلدون کو اس کی تاریخ کے مقدمہ نے صفِ اوّل کے مصنفین میں لا کھڑا کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ ابن خلدون اپنی عمر میں اگر اور کوئی بھی کتاب نہ لکھتے اور اپنے پیچھے صرف "مقدمہ" چھوڑ جاتے تب بھی دنیا کے عظیم مفکرین میں شمار ہوتے۔ اور اگر خدا نخواستہ ان کا یہ مقدمہ ضائع ہو جاتا تو ہم علم کے بہت بڑے ذخیرے سے محروم ہو جاتے۔

ہم نے ابھی یہ ذکر کیا کہ ابن خلدون عمرانیات کے بانی ہیں۔ اب ہم یہ جائزہ لیتے ہیں کہ جب ہم کسی شخص کے سر پہ کسی علم و فن کی ایجاد کا سہرا باندھتے ہیں تو اس وقت ہمارے پیش نظر کون کون سے امور ہوتے ہیں:

۱۔ کسی بھی بانی کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ نئے علم کے لیے ایک مستقل موضوع مقرر کرے اور اہلِ علم حضرات کو یہ باور کرا دے کہ اس خاص موضوع کا مطالعہ نہایت ضروری ہے اور اس کو نظر انداز کر دیا جائے، یا اس پہ پوری پوری توجہ نہ دی جائے تو انسانی ضرورت پوری نہیں ہوتی اور فلاں شعبۂ حیات تشنۂ تکمیل رہتا ہے۔

۲۔ پھر یہ امر ثابت کرے کہ اس موضوع سے متعلقہ واقعات انسانی خواہشات کے نتیجہ میں وقوع پذیر نہیں ہوتے بلکہ وہ مقررہ علل و اسباب کی بنا پہ معرضِ وجود میں آتے ہیں۔ یعنی وہ واقعات ایسے ہیں جو قانون سببیت کے تابع ہوتے ہیں اور فطری اسباب و علل کے پائے جانے سے ان کا وجود خود بخود متحقق ہو جاتا ہے۔

۳۔ اس بانئ علم کے فرائض میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اس خاص موضوع سے متعلق خاطر خواہ معلومات مہیا کرے اور اس کے کچھ قوانین بھی وضع کرے لیکن اس پہ یہ کبھی بھی لازم نہیں آتا کہ وہ اس موضوع کے تمام متعلقہ مسائل بیان کرے۔ کیونکہ علم کے موضوعات اور پھر ہر موضوع کے فروعی مسائل میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ کسی بھی علم یا موضوع کے تمام مسائل ایک شخص تو

کجا، ایک صدی کے تمام افراد مل کر بھی بیان نہیں کرسکتے۔

مذکورہ بالا امور کی روشنی میں جب ہم مقدمۂ ابنِ خلدون کا مطالعہ کرتے ہیں تو ابنِ خلدون مذکورہ شرائط کو پورا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ تاریخ عالم میں وہ پہلا شخص ہے جس نے عمرانیات کو مستقل موضوع اور علم کی حیثیت سے اپنایا۔ اور اسے علم العمران یا اجتماع البشری کا نام دیا۔ اور انھوں نے عمران سے اس کا وسیع تر مفہوم مراد لیا چنانچہ وہ مقدمہ میں لکھتے ہیں:۔

"وهو التساكن والتنازل في مصر او حلة للأنس والعشير واقتضاء الحاجات"

یعنی عمرانیات انسانوں کے کسی محلہ یا شہر میں ساتھ مل کر بود و باش اختیار کرنے اور پڑاؤ ڈالنے سے بحث کرتا ہے، تاکہ وہ اپنے جیسے دوسرے انسانوں سے ملاپ اختیار کریں اور اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کریں۔

چنانچہ عمرانیات کے بارے میں اگر غور کیا جائے، تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اس میں دو ہی چیزوں سے بحث کی جاتی ہے۔ اولاً یہ کہ انسان جو فطرتاً مدنی بالطبع ہے اسے باہم دگر مل بیٹھنے کے مواقع مہیا کیے جائیں۔ جب انسان شہروں اور محلوں میں قیام کرتا ہے۔ تو اسے یہ سہولت ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں معاشرہ (SOCIETY) معرضِ وجود میں آتا ہے، جو لاتعداد ضروریات انسانی کو جنم دیتا ہے۔ جن کا اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ جو مسائل جس ماحول یا جس مقام پر جنم لیتے ہیں، ان کے حل کا خمیر بھی اس خاک میں موجود ہوتا ہے۔ اسی فطری اصول کی بنا پر جو معاشرہ وقوع پذیر ہوتا ہے تو اس کے مسائل اور ضروریات کا حل بھی اسی میں موجود ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانوں نے مختلف پیشے اختیار کرکے اپنی ضروریات کا حل نکالا ہے۔ اسی کو ابن خلدون نے اپنے الفاظ "اقتضاء الحاجات" میں بیان کرکے عمرانیات کے فلسفہ کی تعبیر کی ہے۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ انسان نہ تو اپنی ضروریات سے صرفِ نظر کرسکتا ہے اور نہ ہی ان کا حل تلاش کیے بغیر زندگی کی کٹھن اور دشوار گزار منزل کو طے کرسکتا ہے، اس طرح وہ واضح کر دیتا ہے کہ انسان کے لیے عمرانیات کا مطالعہ کرنا از بس ضروری ہے، بلکہ ابن خلدون اس سے آگے بڑھ کر بار بار ذکر کرتا ہے۔

بان موضوع هذا العلم هو العمران البشري والاجتماع الانساني"

یعنی اس علم کا (خاص) موضوع انسان کے عمرانی اور سماجی مسائل سے بحث کرنا ہے ۔
وہ اس علم کو مستقل علم ثابت کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ اس کا خطابت اور سیاست سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ مستقل بالذات علم ہے ۔
ہم نے دوسری شرط یہ ذکر کی تھی کہ بانیٔ علم یہ ثابت کر دے کہ اس کا مستقل موضوع انسانی خواہشات اور ضروریات کا نتیجہ نہیں بلکہ اسباب و علل کا فطری تقاضا ہے ۔ چنانچہ اس امر کو ثابت کرتے ہوئے ابن خلدون لکھتے ہیں :-

"اذا كانت كل حقيقة متعلقة طبيعية ، يصلح ان يبحث عما يعرض لها من العوارض لذاتها وجب بان يكون باعتبار كل مفهوم وحقيقة علماً من العلوم مخصوص"

اور جبکہ کسی چیز سے متعلقہ حقیقت فطری ہوتی ہے ۔ لہٰذا اسے پیش آنے والے عوارض کو بھی اس کی ذات کی وجہ سے موضوع بحث بنانا ضروری ہوگا ۔ بنا بریں ہر مفہوم و حقیقت کے اعتبار سے فرض ہے کہ اس کے لیے علوم میں سے ایک خاص علم آ جائے ۔
اور چونکہ عمرانیات ایک قائم بالذات حقیقت ہے ۔ لہٰذا اسے قائم بالذات علم قرار دینا لازمی ہوگیا ۔ وہ اس امر پر کلی یقین رکھتے ہیں کہ سماجی حالات اسباب و علل کا نتیجہ ہوتے ہیں ۔ مقدمہ کی ذیل کی عبارات اس پر دلالت کرتی ہیں :-

(ا) للعمران طبائع فی احواله ۔

(ب) وہ بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں : طبیعة العمران والاحوال فی الاجتماع الانسانی ۔

(ج) ویشیر الی معرفة طبائع العمران ۔

(د) ویجب ان ننظر فی الاجتماع البشری الذی هو العمران ونمیز ما یلحقه من الاحوال لذاته و بمقتضی طبعه ۔

(ه) حكم الملك والسلطان، انما یجری علی ما تقتضیه العمران ۔

(ط) ان الهرم اذا نزل بالدولة لا یرتفع ۔

یہ اور اس طرح کی اور بہت سی عبارات یہ ثابت کرتی ہیں کہ ابن خلدون یہ یقین رکھتا تھا کہ

اجتماعی قوانین مقرر ہیں اور وہ کسی فرد کے بنانے سے نہیں بنتے، اور یہ قوانین اسی طرح ہی اٹل اور فطری ہیں جیسے چاند، سورج اور رات دن اٹل اور فطری ہیں۔

یہاں پر ہم علمائے عمرانیات سے اتفاق نہیں کرتے۔ علمائے عمرانیات کا یہ خیال ہے کہ عمرانی حالات میں اسباب و علل کی کارفرمائی کا نظریہ سب سے پہلے مونتسیکو نے وضع کیا اور اس کے یہ الفاظ زبان زد عوام و خواص ہو گئے۔ الروابط الضروریة تتاتی من طبیعة الاشیاء، یعنی قدرت نے اشیا میں ہم آہنگی کے لیے ضروری روابط رکھ دیے ہیں۔ مونتسیکو نے یہ نظریہ اٹھارویں صدی عیسوی کے وسط میں پیش کیا تھا جبکہ ابن خلدون یہ نظریہ اس سے صدیوں پہلے بیان کر چکے تھے۔

کسی بانی کے لیے ہم نے تیسری شرط یہ ذکر کی تھی کہ اس نے اس فن کے کچھ مسائل بھی بیان کیے ہوں اس شرط کی روشنی میں جب مقدمہ ابن خلدون کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابن خلدون نے عمرانی مسائل سے تفصیلی بحث کی ہے۔ اور نہ صرف اس کے اصول و مبادی بیان کیے ہیں۔ بلکہ اپنے وقت تک کے سماجی مسائل اور ان کا حل بھی شرح و بسط سے لکھا ہے۔ چنانچہ ہم ذیل میں چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں اس علم کو جو اہمیت دی ہے اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے دیباچہ میں اس علم کا ذکر کرتے ہوئے واضح الفاظ میں کہتا ہے:

"الکتاب الاول فی العمران وذکر ما یعرض فیہ من العوارض الذاتیة من الملک والسلطان والکسب والصناع والعلوم وما الی ذالک من العلل والسبب"

اس طرح وہ نہ صرف عمرانیات کے لیے اپنے مقدمہ کو وقف کر دیتا ہے بلکہ عمرانیات کا دائرۂ کار بھی متعین کر کے بتاتا ہے کہ انسانی علم یعنی عمرانیات میں حکومت و حکمران، کاروبار، صنعتیں علوم، اور ان کے اسباب و علل زیر بحث آتے ہیں۔

اور اسی کی تائید میں وہ آگے چل کر لکھتا ہے:

"اور اب ہم اس باب میں ان امور کا ذکر کرتے ہیں، جو انسان کو معاشرہ میں درپیش رہتے ہیں اور وہ سلطنت، بادشاہ، کاروبار، ذریعہ معاش، صنعتیں اور علوم ہیں۔ ہم انھیں بڑی تفصیل

کے ساتھ بیان کریں گے۔

جب ہم مقدمہ کے عناوین کا مطالعہ کرتے ہیں تو اسے چھ ابواب پر مشتمل پاتے ہیں۔ ان ابواب میں ابنِ خلدون نے معاشرتی اور اجتماعی مسائل پر طائرانہ نگاہ نہیں ڈالی بلکہ اپنے بلند فلسفیانہ ذوق تحقیق کے مطابق انسانی معاشرے کی نبض پر ہاتھ رکھ کر مسائل کا نہ صرف جائزہ لیا بلکہ اپنے دور کی ضروریات و ایجادات اور ذہنی و شعوری ارتقاء کے لحاظ سے بہترین حل پیش کیے ہیں۔ ان چھ ابواب کا مختصر خاکہ یوں ہے۔ پہلے باب میں اجتماعیتِ عامہ کو بیان کیا۔ دوسرے اور تیسرے باب میں اس نے ان مسائل سے بحث کی ہے جن کا تعلق سیاسی اجتماعیت سے ہے۔ چوتھے باب میں اس نے شہری زندگی کی تشریح کی ہے جو عمرانیات کا اہم ترین جزو ہے۔ پانچویں باب میں معاشی و اقتصادی پہلوؤں کو نمایاں کیا ہے اور چھٹے باب میں انسانی ضرورت کے اہم ترین مسئلہ یعنی ادبی اجتماعیت کا ذکر کیا ہے۔

مذکورہ شرائط کو ابنِ خلدون نے اپنے مقدمہ میں جس تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ عمرانیات کا بانی کانٹ نہیں بلکہ ابنِ خلدون نے اس سے ساڑھے چار سو برس پہلے اقوام عالم کو عمرانیات سے روشناس کرا دیا تھا۔ یہ وہ دور ہے جبکہ یورپ ابھی بیدار نہیں ہوا تھا اور اسے عقلی اور علمی میدان میں کوئی مقام حاصل نہیں تھا۔

یہاں یہ سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ ابن خلدون کے سامنے وہ کونسی ضروریات تھیں یا وہ کون سے حالات تھے جن سے متاثر ہو کر یا مجبور ہو کر اس نے اپنے نظریہ اجتماع کی بنیاد رکھی۔ آیا کچھ ایسے عوامل موجود تھے جس کے نتیجہ میں یہ اہم اور ضروری علم ایجاد ہوا۔ یا ابنِ خلدون اپنی روش اور جولانیٔ طبع میں لکھتا چلا گیا اور ہم نے اسے عمرانیات کا نام دے دیا۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ ابن خلدون نے اپنی خداداد ذہانت اور فلسفہ کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے وقت میں پائے جانے والے عوامل کی روشنی میں اس علم کو ایجاد کیا جس کی ضرورت اور اہمیت کا ذکر ہم سابقاً کر آئے ہیں۔

ابنِ خلدون نے جب اپنی شہرۂ آفاق تاریخ "کتاب العبر" لکھنے کا ارادہ کیا تو اس نے دیکھا کہ اس سے پہلے کے تاریخ نگار جھوٹ اور سچ میں تمیز کیے بغیر جو چاہتے ہیں لکھتے چلے جاتے ہیں کیونکہ

ان تاریخ نویسوں کے پیش نظر ایسے معاشرتی اور سماجی اصول و ضوابط نہیں ہیں جن پر پرکھ کر وہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر سکیں۔

ابنِ خلدون نے اپنے سے پہلے تاریخ نویسوں پر کڑی نکتہ چینی کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ وہ تاریخی حقایق کو مسخ کر دیتے تھے۔ اس کے تین اسباب ابن خلدون کی رائے میں یہ تھے:

۱۔ پہلے تاریخ دان اپنا نظریہ قائم کر لیتے تھے اور پھر اس کی تائید میں حقایق کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے تھے۔

۲۔ وہ فطری قوانین سے بے بہرہ تھے۔

۳۔ ابنِ خلدون نے تیسری وجہ یہ بیان کی ہے کہ "تاریخ میں جھوٹ کے آجانے کی وجوہ میں سے یہ بھی ہے کہ معاشرے میں حالات کے تقاضوں سے وہ لوگ بے بہرہ تھے۔ کیونکہ ہر واقعہ کے کچھ اسباب ہوتے ہیں۔ جب سننے والا ان حقایق و اسباب کو جانتا ہو تو وہ سچ اور جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے"۔ ایک اور جگہ کہتے ہیں۔ جب معاشرتی مسائل میں صرف عقل پر بھروسہ کیا جائے اور عمرانی حالات اور اجتماعی تقاضوں کو نظر انداز کر دیا جاتے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ انسانی قدم ڈگمگا جائیں گے اور وہ حق سے دور چلا جائے گا۔

یہ تھے وہ وجوہ جنھوں نے ابنِ خلدون کو یہ احساس دلایا کہ عمرانیات کی بنیاد رکھنا اور اس کے اصول و قواعد مقرر کرنا نہایت ضروری ہے۔ تاکہ مستقبل کا مورخ ان کی روشنی میں یہ اندازہ لگا سکے کہ تاریخ نویس جو کچھ لکھ رہے ہیں اس کا وقوع معاشرتی تقاضوں کی روشنی میں ممکن بھی ہے یا نہیں؟ اس طرح سے ابنِ خلدون نے اس کلیہ کو تسلیم کر لیا کہ تاریخ امراء و سلاطین کے حالات کا ہی نام نہیں بلکہ تاریخ ان تمام معاشرتی اور سماجی امور کا نام ہے جو ایک عام انسان سے لے کر امرا و سلاطین کو پیش آتے ہیں اور پھر اس نے سب سے بڑھ کر اس بات کا اعتراف کیا کہ کسی چیز کے غلط یا صحیح ہونے کا معیار عوام اور ان کے سماجی حالات ہوا کرتے ہیں۔

ان سب امور سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ابن خلدون نے عمرانیات کو کانٹ سے صدیوں پہلے عوام سے روشناس کرا دیا تھا۔ اب ہم ذیل میں کانٹ اور ابنِ خلدون کے نظریات کا مختصر جائزہ پیش کرتے ہیں۔ ہم صرف چار امور میں ان کا موازنہ کریں گے۔

(الف) وہ کون سے اسباب تھے جن کی وجہ سے دونوں نے علمِ اجتماع کا سنگِ بنیاد رکھا۔ جیسا کہ سابقاً بیان ہوا۔ ابنِ خلدون اس سے نہ صرف اقوامِ عالم کی ماضی کی تاریخ کو اس علم پر پرکھ کر کھرا کھوٹا الگ کر دینا چاہتے تھے۔ بلکہ مستقبل کے مؤرخین کو ایسے اصول دینا چاہتے تھے جو حق و باطل کے درمیان تمیز کر سکیں۔ جبکہ کانٹ نے اس علم کو صرف اس لیے وضع کرنا چاہا تھا کہ وہ اس کے ذریعے معاشرہ میں پائے جانے والے فتنہ و فساد کو ختم کر دے۔ یہ ظاہر ہے سماجی فتنہ و فساد کی اصلاح اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک انسان کی فکری اصلاح نہ ہو۔ جس کے لیے کانٹ نے کوئی کوشش نہیں کی جب کہ ابن خلدون نے علوم و صنائع پر سیر حاصل بحث کر کے انسان کی فکری اصلاح کی کامیاب کوشش کی ہے۔

(ب) ان دونوں کے ہاں اس نئے علم کا موضوع اور غرض و غایت کیا تھی۔

کانٹ نے اس تعلق سے کہا ہے کہ طبعیات اور ریاضیات کے علاوہ ہر چیز اس علم کا موضوع ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کانٹ کے ہاں اس علم کا خاص موضوع متعین نہیں ہے۔ حالانکہ یہ چیز کسی بانی کی بنیادی شرائط میں سے ہے۔ جبکہ ابن خلدون نے اس فن کا موضوع ظاہراتِ الاجتماع یا واقعاتِ عمران قرار دیا ہے جیسا کہ سابقاً بیان ہوا۔

(ج) دونوں نے اس علم کے شعبے بیان کیے ہیں۔ کانٹ اور ابن خلدون میں اس تعلق سے خاصا اختلاف پایا جاتا ہے۔ کانٹ نے عمرانیات کو دو شعبوں میں تقسیم کیا ہے: اجتماعیاتِ محرکہ اور اجتماعاتِ ثابتہ۔ پہلے کا تعلق پورے معاشرے سے اور دوسرے حصہ کا واسطہ خاص گروہ سے ہوتا ہے۔ جبکہ ابن خلدون نے اپنے ابحاث میں سماج کے ہر جزو کو سمو دیا ہے اور سماج کے ہر شعبہ سے الگ الگ بحث کی ہے اور کسی خاص فرقہ کا نہ ذکر کیا اور نہ کسی دوسرے کو ترک کیا ہے۔ بلکہ ہر معاشرتی گروہ عام ازیں کہ اس کا تعلق رعیت سے ہو، حکمران سے ہو، امیر سے ہو یا غریب سے، مزدور سے ہو یا کاریگر سے ہر ایک کے متعلق سیر حاصل بحث کر کے اس کے محاسن و نقائص عیاں کر دیے ہیں۔

(د) وہ کون سے عمومی نتائج ہیں جن تک دونوں نے رسائی حاصل کی۔ کانٹ نے اپنے مطالعہ کا حاصل "قانونِ حالات" نکالا ہے جس میں وہ انسانی فکر کا احاطہ نہیں کر سکا۔ اس کے مقابلے میں ابن خلدون نے کانٹ کی طرح کوئی خاص قانون مقرر نہیں کیا۔ بلکہ اس نے تغیر و اضافے کے قانون کو پیش نظر رکھ کر

معاشرے کے ہر شعبہ سے بحث کی ہے۔

مذکورہ اُمور سے جن کا ہم نے طوالت کے خوف سے مختصراً ذکر کیا ہے، یہ واضح ہوتا ہے کہ اصولی طور پر ابنِ خلدون کو کانٹ پر فوقیت حاصل ہے۔ جبکہ بعض جزئیات میں کانٹ کی برتری سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اسے حالات و مواقع اور سہولتیں زیادہ میسر تھیں۔ لیکن ہم یہ کہنے میں حق بجانب رہیں گے کہ بیشتر مروّجہ علوم کی طرح عمرانیات سے بھی سب سے پہلے مسلمانوں ہی نے اقوامِ عالم کو متعارف کرایا۔ اور اس علم کو سب سے پہلے پیش کرنے کا اعزاز ہمارے زیرِ بحث مسلمان مفکّر علامہ ابن خلدون کو حاصل ہے، اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ سیاسیات، اخلاقیات، معاشیات، علم تشریع، شماریات، فلسفہ تاریخ اور عمرانیات جیسے اہم علوم کو مسلم مفکّرین میں سے ابن خلدون نے جس عقلی اور منطقی انداز میں پیش کیا اسی کا نتیجہ تھا کہ یہ علوم عقلی دنیا کے موضوع قرار پائے اور علمائے عقلیات نے ان میں گراں بہا اضافے کیے۔

اسلامی جمہوریّت

(مولانا رئیس احمد جعفری)

ملوک و سلاطین کا زمانہ گزر گیا اور موجودہ دَور سلطانیٔ جمہور کا زمانہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ درحقیقت جمہوریت کیا ہے؟ اس کی تعریف کیا ہے؟ اور اس کے حدود و خصائص کیا ہیں؟ یہ کس طرح بروئے کار آتی ہے اور اس کا تحفظ کس طرح کیا جاتا ہے؟ دنیا نے اس کا جواب مختلف انداز میں دیا ہے لیکن اسلام نے جس جمہوریت کا خاکہ دنیا کے سامنے پیش کیا اور اس پر عمل کر دکھایا وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بالکل منفرد اور یکتا ہے۔ اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ اسلامی جمہوریت کی وضاحت کی گئی ہے۔

قیمت : -/۹ روپے

ملنے کا پتہ

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور